مرکز جهانی علوم اسلامی

مرکز جهانی علوم اسلامی

مدرسه عالی فقه و معارف اسلامی

پایان نامه کارشناسی ارشد

رشته فقه و معارف اسلامی

کتابخانه جامع
جامعة العلوم
مرکز جهانی علوم اسلامی

عنوان:

ترجمهٔ کتاب "اللهوف علیٰ قتلی الطفوف"

بزبان اردو

تالیف "سید ابن طاؤس"

استاد راهنما:

حجة الاسلام والمسلمین محمد علی رمضانی دام ظله

استاد مشاور:

حجة الاسلام والمسلمین سید کمیل اصغر زیدی دام ظله

دانش پژوه

محمد علی سمائری

سال ۱۳۸۴

کتابخانه جامع مرکز جهانی علوم اسلامی
شماره ثبت: ۴۳۶
تاریخ ثبت:

بسم الله الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس حقیر کوشش کو عالمۂ غیر معلمہ، علیؑ کی نور نظر شریکۃ الحسین، فاتح کوفہ وشام، ام المصائب، ثانیِ زہراء حضرت زینبؑ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، امید ہے کہ ان کے صدقہ میں روز حشر جناب سیدہ کی شفاعت، مجھے اور میرے والدین کو نصیب ہوگی۔

اظہار تشکر

لائق حمد ہے وہ ذات کہ جس نے ہمیں ائمہ معصومینؑ کی محبت سے نوازا اور درود و سلام ہو حضرت محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کی عنایات سے مجھے مقتل امام حسینؑ کا ترجمہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس مقام پر یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں مرکز جہانی علوم اسلامی کے ان ذمہ دار حضرات کا شکریہ ادا کروں کہ جنہوں نے طلاب کے لئے کتابوں کا ترجمہ کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ آخر میں استاد محترم راہنما حجۃ الاسلام والمسلمین محمد علی رمضانی اور استاد محترم مشاور حجۃ الاسلام والمسلمین سید کمیل اصغر زیدی کا بھی نہایت مشکور ہوں کہ جنہوں نے میری راہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔

محمد علی سامری

چکیده مطالب

الحمد لله رب العالمین و الصلوٰة و السلام علیٰ خیر خلقه محمد و آله الطاهرین لا سیما بقیة الله فی الارضین عجل الله تعالیٰ فرجه و جعلنا من اعوانه و انصاره.

عاشورا حرکتی عظیم و انسان ساز، و نمایشگاهی از عظمت و علو بشریت حماسه ای مقدس و پر جاذبه و خورشیدی درخشنده در همه ادوار تاریخ است امام حسینؑ به خاطر حفظ و احیای دین خداوند از مال، خانواده و همه هستی خود گذشت و در این مسیر دعوت خدای متعال را اجابت کرد و در نتیجه یاد و محبت او حیات جاودانه پیدا کرد. در واقع آنچه حضرت سید الشهداء در احیای دین خداوند انجام داد الگوی پایدار برای همه مسلمانان تا قیام قیامت است، شهادت جان گداز حضرت اباعبد الله الحسین و یاران مظلومش در صحرای کربلا داغ بزرگی بر قلب شیعیان نهاد و شیعیان جهت زنده نگه داشتن قیام عاشرائی امام حسینؑ به برپایی مراسم عزاداری و سوگواری برای شهیدان همت گماردند. از این رو کتابهائی تحت عنوان مقتل تالیف گردیده و در مجالس عزاداری مورد بهره برداری قرار گرفت. یکی از کتابهای مهم مقتل کتاب شریف **"اللهوف علیٰ قتلی الطفوف"** سید

ابن طاووس‌ره است که این انسان یکی از عشاق و دلباختگان حسین‌ع بود سید ابن طاؤوس این کتاب را به سه بخش تقسیم کرده:

بخش اول

زندگانی امام حسین‌ع از ولادت تا عاشورا۔

این بخش شامل حوادثی است که از ولادت تا عاشورا به وقوع پیوست، ولادت با سعادت امام حسین‌ع، تبریك جبریل به پیامبر‌ص، نخستین مرثیه خوان حسین‌ع، نامه یزید به فرماندار مدینه، امام حسین‌ع در مجلس ولید و طلب بیعت، اقامت سید الشهداء در مکه، نامه کوفیان به حسین بن علی‌ع ارسال حضرت مسلم‌ع به کوفه و بیعت کوفیان با مسلم‌ع، خروج عبید الله از بصره بطرف کوفه گفتگوی هانی با ابن زیاد، پشتیبانی هانی‌ره از مسلم‌ع، اسیر نمودن هانی‌ره، جنگ حضرت مسلم‌ع و غربت مسلم‌ع در کوفه، شهادت حضرت مسلم‌ع و هانی‌ره، خروج سید الشهداء از مکه و خطبه پرشور حسین‌ع، احضار زهیر بن قین، ارسال قیس بسوی کوفه، برخورد لشکر امام حسین‌ع با حر، وارد شدن امام حسین‌ع به سر زمین کربلا۔

بخش دوم

این بخش شامل حوادث روز عاشورا و جانبازی یاران و اصحاب امام حسین‌ع است، طلب مهلت، خطبه امام حسین‌ع درشب عاشورا و برداشتن بیعت، بیعت اصحاب با وفای حسین‌ع، ندای "هل من معین" حسین‌ع و بیدار شدن حر از خواب غفلت ، جانبازی و فداکاری اصحاب امام حسین‌ع، شهدای بنی هاشم، شهادت امام حسین‌ع، به تاراج رفتن خیام حسینی‌ع، سکینه در کنار پیکر بی جان حسین‌ع و اسب تاختن بر بپیکر حسین‌ع۔

بخش سوم

این خش شامل حوادثی است که پس از شهادت امامؑ به وقوع پیوست خروج سرها از کربلا، اسارت بانوان حرم حسینیؑ، تقسیم سرها میان قبائل و تدفین اجساد مطهر ورود کاروان اسرای حسینیؑ به شهر کوفه و خطبه حضرت زینب کبریؑ، خطبه فاطمهؑ دختر امام حسینؑ و خطبه ام کلثوم، خطبه حضرت سجادؑ در کوفه، ورود اسراء بهمجلس ابن زیاد، ارسال سراء و سرها به شام، جایگاه اهل بیتؑ در شام ،عزاداری اهل بیتؑ در کربلا ، کاروان اهل بیتؑ در نزدیکی مدینه و خطبهٔ حضرت سجادؑ، ورود اهل بیتؑ به مدینه و لباس مصیبت در عزای کربلائیان.

فہرست کتاب

مؤلف کی زندگی پر ایک نظر ۱
سید ابن طاؤس کی تالیفات ۲
سید ابن طاؤس کا سفر نامہ ۲
سید بن طاؤس کے معنوی کمالات اور اوصاف عالیہ ۳
سید بن طاؤس کی اولاد ۷
موجودہ کتاب ۸
مقدمہ ۱۰
امام حسینؑ کے غم میں رونے کا اجر وثواب ۱۵
اس کتاب کو لکھنے کا مقصد ۱۷

پہلا حصہ

(وہ حالات جو واقعہ کربلا سے پہلے رونما ہوئے)

امام حسینؑ کی ولادت ۱۹
ام الفضل کے خواب کی تعبیر ۱۹

بارہ فرشتوں کا پیغمبر اکرمؐ پر نازل ہونا ۲۰
پیغمبرؐ کا غم انگیز سفر ۲۱
امام حسینؑ کا سب سے پہلا مرثیہ خوان ۲۱
یزید کا خط ولید بن عتبہ کے نام ۲۵
مروان سے مشورہ ۲۵
امام حسین علیہ السلام کی ولید بن عتبہ سے ملاقات ۲۶
مروان کی ملاقات ۲۷
شہادت سے آگاہی ۲۸
اللہ کی راہ میں قتل ہونا شہادت ہے یا ہلاکت؟ ۳۰
مکہ میں داخلہ ۳۲
سلیمان ابن صرد کی تقریر ۳۳
اہل کوفہ کے خطوط ۳۴
مسلم بن عقیل کی کوفہ روانگی ۳۵
یزید ملعون کا خط عبید اللہ بن زیاد کے نام ۳۷
امام حسینؑ کا اہل بصرہ کے نام خط ۳۷
یزید ابن مسعود کا ردعمل ۳۷
یزید ابن مسعود کا خط امام حسینؑ کے نام ۴۰
منذر ابن جارود کا ردعمل ۴۱
کوفہ میں عبید اللہ کا داخلہ ۴۱
مسلم ابن عقیلؑ کا ہانیؑ کے گھر منتقل ہونا ۴۱

ہانیؒ کی گرفتاری	۴۲
ہانیؒ اور مسلم بن عمر باہلی	۴۴
ہانیؒ کی اہانت	۴۵
قبیلہ مذحج کی شورش	۴۶
مسلم بن عقیلؑ کا قیام اوردارالامارہ کا محاصرہ	۴۷
حضرت مسلم بن عقیلؑ کی گرفتاری	۴۹
حضرت مسلمؑ، ابن زیاد کے دربار میں	۴۹
شہادت مسلمؑ	۵۱
ہانیؒ کی شہادت	۵۱
امام حسینؑ کی مکہ سے روانگی	۵۳
مکہ میں امام حسینؑ کا خطبہ	۵۳
امام حسینؑ اور محمد بن حنفیہ	۵۵
فرشتوں کا امام حسینؑ سے ملاقات کرنا	۵۷
مکہ سے کربلا تک کی منزلیں	۵۹
ا۔ تنعیم	۵۹
۲۔ ذات عرق	۶۰
۳۔ ثعلبیہ	۶۰
زہیر بن قین سے ملاقات	۶۱
۴۔ زبالہ ''خبر شہادت حضرت مسلمؑ''	۶۲
قیس ابن مسہر صیداوی کا ماجرا	۶۳

کاروان حسینی کی لشکر حر سے ملاقات ۶۵
امام حسینؑ کا ایک مختصر سا خطبہ اور انصار امام کا اظہار خیال ۶۶
امام حسینؑ کا کربلا میں داخل ہونا ۶۷

دوسرا حصہ

وہ حالات جو کربلا میں رونما ہوئے

امام حسینؑ کا اپنا تعارف کرانا ۷۲
امان نامہ ۷۴
امان نامہ کا ٹھکرایا جانا ۷۵
عبادت کے لئے ایک شب کی مہلت ۷۵
شب عاشور امام حسینؑ کا خطبہ ۷۶
امام حسینؑ کے انصار کا جواب ۷۷
محمد بن بشیر ۷۹
(۱) حر بن یزید ریاحیؑ ۸۵
(۲) بریر بن خضیر ۸۷
(۳) وہب بن جناح کلبی ۸۷
(۴) مسلم بن عوسجہ ۸۸
(۵) عمرو بن قرظہ انصاری ۸۹
(۶) جون ۹۰
(۷) عمرو بن خالد صیداوی ۹۱

(۸)حنظلہ بن سعد شامی	۹۱
(۹)سوید بن عمرو بن ابی قطاع	۹۳
بنی ہاشم کے شہداء	۹۳
حضرت علی اکبرؑ کی شہادت	۹۴
حضرت قاسمؑ کی شہادت	۹۵
امام حسینؑ کا استغاثہ	۹۶
حضرت علی اصغرؑ کی شہادت	۹۷
حضرت عباس علمدارؑ کی شہادت	۹۸
خیام پر یورش	۹۹
عبداللہ بن حسنؑ کی شہادت	۱۰۰
امام حسینؑ کا آخری خطبہ	۱۰۱
فریادِ زینبؑ	۱۰۲
فرمان قتل	۱۰۳
ہلال بن نافع	۱۰۴
شہادت کے بعد	۱۰۵
خبر شہادت	۱۰۶
خیام کی تاراجی	۱۰۶
سکینہ اور لاش حسینؑ	۱۰۸
ظلم کی انتہا	۱۰۸

تیسرا حصہ

وہ حالات جو عاشورا کے بعد رونما ہوئے

سر مقدس امام حسینؑ ۱۱۴

اسیروں کا قافلہ ۱۱۵

سروں کی تقسیم ۱۱۵

کوفہ میں اسیروں کا داخلہ ۱۱۶

حضرت زینبؑ کا خطبہ ۱۱۷

کوفہ میں حضرت فاطمہ صغریٰؑ کا خطبہ ۱۲۰

خطبہ ام کلثوم ۱۲۵

امام زین العابدینؑ کا خطبہ ۱۲۷

امام سجادؑ کے قتل کا حکم ۱۳۱

عبداللہ بن عفیف ازدی ۱۳۴

عبیداللہ کا یزید کے نام خط ۱۳۷

ندائے غیبی ۱۳۸

دمشق ۱۴۰

دربار یزید (لعین) ۱۴۳

خطبۂ زینب کبریٰ ۱۴۵

سکینہؑ بنت الحسینؑ ۱۴۹

حضرت سکینہؑ کا خواب ۱۵۰

روم کا سفیر یزید کے دربار میں	۱۵۱
منہال بن عمرو	۱۵۳
چوتھے امامؑ کی تین خواہشیں	۱۵۵
اربعین	۱۵۶
جنات کا ماتم کرنا	۱۵۶
بشیر مدینہ میں	۱۵۷
کاروان کربلا کا استقبال	۱۵۸
صوحان بن صعصعہ	۱۶۱
امام سجادؑ اور اہلبیتؑ کا مدینہ میں داخلہ	۱۶۲
ابن قتیبہ کے اشعار	۱۶۵
حضرت امام سجادؑ کی اشک فشانی	۱۶۶
شہداء کے سوگ میں مصنف کے اشعار	۱۶۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مؤلف کی زندگی پر ایک نظر

مؤلف محترم سید ابن طاؤس کے نام سے مشہور ہیں۔ انکا حسب ونسب والد کی طرف سے امام حسن مجتبیٰؑ سے اور والدہ کی جانب سے امام حسینؑ سے ملتا ہے، اس لئے کہ ان کا حسب ونسب امام حسنؑ کے فرزند حسن مثنیٰؒ سے ملتا ہے اور دوسری طرف حسن مثنیٰ کی زوجہ امام حسینؑ کی بیٹی تھیں اس لئے ان کو ''ذوالحسبین'' (یعنی جس کے دو حسب ونسبت ہوں) کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ ان کا نام علی تھا، ان کے سلسلہ نسب کو یوں بیان کیا گیا ہے ''السید رضی الدین ابوالقاسم علی بن (سعد الدین) ابی ابراہیم موسی بن جعفر بن محمد بن احمد بن ابی عبداللہ بن محمد بن احمد بن محمد بن طاؤس''۔ (۱)

اس حوالے سے کہ ان کے اجداد میں سے ایک کا نام طاؤس تھا اس لئے سید ابن طاؤس کے نام سے معروف ہوئے۔ یہ عالم ربانی اور محدث جلیل پندرہ محرم الحرام ۵۹۸ھ ق کو عراق کے شہر حلہ میں پیدا ہوئے اور پانچ ذیقعدہ ۶۶۴ھ کو ۷۵ سال کی عمر میں ایک بابرکت زندگی گذارنے کے بعد بغداد میں وفات پاگئے۔ (۲)

---

(۱) لیکن سید بن طاؤس نے اس کتاب کے مقدمہ میں اپنے نام کو اس عنوان سے ذکر کیا ہے ''علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن طاؤس حسینی''۔

(۲) کچھ نے ان کی وفات کو ۶۶۸ھ ذکر کیا ہے۔ بحار الانوار ج ۱ ص ۱۴۶

ان کا مزار نجف اشرف میں ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی کا آغاز شہر حلہ سے کیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی ۔ سید ابن طاؤس کے بہت سے اساتید تھے لیکن ان کے والد سعد الدین موسیٰ اور ان کے جد ''ورام بن ابی فراس نخعی'' کا ان کی تربیت میں بنیادی کردار ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میرے والد اور میرے جد ورام کا میری تربیت میں زیادہ کردار ہے اور وہ اخلاقی تربیت کے حوالے سے میرے استاد تھے۔

سید ابن طاؤس کی تالیفات

سید بن طاؤسؒ پیغمبر اسلامؐ اور ائمہ معصومینؑ کی روایات کو زیادہ اہمیت دیتے تھے اس لئے کہ پیغمبرؐ اور ائمہؑ کے اقوال، قرآن کے بعد دین کو صحیح معنوں میں سمجھنے اور معرفت حاصل کرنے کے لئے عظیم سرمایہ ہیں۔ ان کا اپنا ایک ذاتی کتابخانہ تھا جو تاریخ کے اہم اور معروف کتابخانوں میں سے شمار کیا جاتا ہے جس میں ایک ہزار پانچ سو اصل اور بنیادی کتابیں موجود تھیں۔(۱)

انہوں نے مختلف علوم میں لاتعداد کتابیں تحریر فرمائی ہیں صرف علم رجال اور تراجم کی کتابوں کی تعداد کو ساٹھ تک ذکر کیا گیا ہے ان کی مشہور کتابیں یہ ہیں:

الامان من اخطار الاسفار و الزمان، فلاح السائل، سعد السعود، اسرار الصلاۃ و انوار الدعوات، الاقبال بالاعمال الحسنۃ، کشف المحجۃ لثمرۃ المھجۃ، مھج الدعوات، اللھوف علیٰ قتلیٰ الطفوف.

سید بن طاؤس کا سفرنامہ

علامہ مجلسی لکھتے ہیں: سید بن طاؤسؒ ۵۸۹ھ پندرہ محرم الحرام کو عراق کے شہر حلہ میں پیدا

---

(۱) الذریعۃ ۸ ص ۲۴۴ و ۱۷۶

ہوئے۔آپ نے بچپن وہیں پر گذارا،اس کے بعد ۲۵ سال کی عمر میں بغداد میں قیام پذیر ہوئے۔اس وقت بنی عباس کا دور حکومت تھا پھر دوبارہ حلہ تشریف لے گئے اور وہاں سے نجف اشرف کا قصد کیا۔ تین سال تک نجف اشرف میں رہے تین سال کربلائے معلیٰ میں اور اس کے بعد تین سال کاظمین میں قیام پذیر ہوئے۔اس کے بعد سامرا چلے گئے۔ تین سال وہاں ٹھہرنے کے بعد دوبارہ بغداد تشریف لے گئے۔ مغلوں کی حکومت برقرار ہونے سے پہے مستنصر باللہ (چھتیسویں عباسی خلیفہ) نے بہت کوشش کی کہ آپ عراق کے سادات کی سرپرستی اور نقابت کی ذمہ داری قبول کرلیں لیکن آپؒ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔مغلوں کی حکومت برقرار ہونے کے بعد ہلاکو خان کی درخواست پر ۶۶۱ھ میں کچھ مصلحتوں کی بناپر عراق کے سادات کی سرپرستی کو قبول کیا اور یہ ذمہ داری (نقابت) تین سال گیارہ مہینے تک جاری رہی۔(۱)

سید بن طاؤسؒ کے معنوی کمالات اور اوصاف عالیہ

یہ عالم ربانی علم وعمل کے لحاظ سے سب سے ممتاز شخصیت کے حامل تھے۔آپ کردار و گفتار اور معنوی کمالات کے لحاظ سے بلند مرتبے پر فائز تھے۔جید علماء نے ان کی شخصیت کو یوں بیان کیا ہے، علامہ حلیؒ (سید بن طاؤس کے برجستہ شاگردوں میں سے تھے جنہوں نے ۷۲۶ھ میں وفات پائی) کہتے ہیں : وہ ایک نیک اور عبادت گذار انسان تھے صاحب کرامات تھے ان کے کچھ کرامات کو میں نے نقل کیا ہے اور کچھ کو میرے والد نے نقل کیا ہے۔ (۲) اسی طرح ''منہاج الصلاح''میں استخارہ کے باب میں لکھتے ہیں ''وکان اعبد من راینا من اهل زمانه'' سید بن طاؤس اپنے دور کے علماء کے درمیان سب سے زیادہ عابد و

---

(۱) بحار ج ۱ ص ۱۴۵ و ۱۴۶، الذریعۃ ج ۸ ص ۱۷۷، فوائد الرضویہ ص ۳۳۶، بہجۃ الآمال، ج ۵ ص ۵۳۷

(۲) المستدرک ج ۳ ص ۴۲۷، بحار، ج ۱ ص ۱۴۴،

زاہد تھے۔(۱)

علامہ مجلسیؒ اس بارے میں لکھتے ہیں: سید بن طاؤس کے بعد کے سارے علماء نے آپ کے علم، تقوا اور کرامات کی تعریف کی ہے۔ انہوں نے سادات کی سرپرستی قبول کرتے وقت منعقدہ تقریب میںؒ اپنے جد امام رضاؑ کی پیروی کرتے ہوئے سبز لباس پہنا (جس طرح کہ امام رضاؑ نے مامون سے ولایت عہدی قبول کرتے وقت سبز لباس پہنا تھا) آپؒ کی پیروی کرتے ہوئے آپؒ کے ماننے والے بھی سیاہ لباس کو اتار کر سبز لباس پہنے ہوئے تھے۔"(۲)

وہ عبادت اور نماز کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ آپ اپنی کتاب "**الامان من اخطار الاسفار**" میں امام صادقؑ کی اس حدیث کے ذیل میں "**ان المومن اذا کان لله مخلصاً اخاف الله منه کل شیء**" بتحقیق مومن جب اپنے سارے کاموں کو صرف خدا کے لئے انجام دے تو خدا ہر چیز کو اس سے ڈراتا ہے، (۳) لکھتے ہیں: ایک دن میں حلہ میں اپنے گھر میں مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا ایک سانپ آ کر میرے مصلے کے نیچے چلا گیا اور چھپ گیا میں نے نماز پڑھ لی لیکن مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا نماز کے بعد میں نے اسے مار ڈالا۔(۴)

سیدؒ بن طاؤس کی کرامات میں سے ایک کرامت جس کو کتاب "المستدرک" میں محدث نوری نے سید بن طاؤس کی کچھ کرامات کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے یہ ہے: سید بن طاؤس کی کتاب "کشف المحجۃ" سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لئے امام زمانہؑ کی خدمت میں شرفیاب

---

(۱) فوائد الرضویہ ص ۳۳۲

(۲) بحار ج ۱ ص ۱۴۴، ۱۴۵

(۳) بحار ج ۷۰، ۲۴۸، فوائد الرضویہ ص ۳۳۶

(۴) فوائد الرضویہ ص ۳۳۳

ہونے کا دروازہ کھلا تھا۔(۱) محدث نوری نے کتاب ''جنۃ الماویٰ'' میں سید بن طاؤس کے کچھ کرامات کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سید بن طاؤس کتاب ''المہج الدعوات'' کے آخر میں نقل کرتے ہیں کہ میں سامرا میں تھا تیرہ ذیقعدہ ۶۳۸ھ کو بدھ کی رات سحر کے وقت ''سرداب میں'' امام زمانہؑ کو مومنین کی حفاظت وسلامتی کے لئے اس دعا کو پڑھتے ہوئے سنا:

الٰهي بحق من ناجاک، و بحق من دعاک في البر و البحر، تفضل علیٰ فقراء المومنین و المومنات بالغناء و الثروة، و علیٰ مرضی المومنین و المومناتِ بالشفاء و الصحة، و علیٰ احیاء المؤمنین و المؤمنات باللطف و الکرامة و علیٰ اموات المؤمنین و المؤمنات بالمغفرة و الرحمة، و علیٰ غرباء المؤمنین و المؤمنات بالرد الیٰ اوطانهم سالمین غانمین، بحق محمدٍ و آله الطاهرین.

اے میرے اللہ اس کے واسطہ سے جو خشکی اور دریا میں تجھ سے راز و نیاز کر رہا ہے اور تیری درگاہ میں دعا کر رہا ہے مومنین اور مومنات میں سے جو فقیر ہیں ان کو اپنے فضل سے دولت عطا کر اور دوسروں کا محتاج نہ فرما، مومنین و مومنات میں سے جو بھی مریض ہیں ان کو صحت وسلامتی عطا کر، اور ان کی زندگی کو اپنے لطف و کرم سے کامیابی کی طرف گامزن فرما، اور ان کے مرحومین کو غریق رحمت فرما۔ جو اپنے وطن سے دور ہیں، ان کو محمد و آل محمدؐ کے صدقے میں صحیح و سالم اپنے وطن واپس لوٹا دے۔ سید بن طاؤس فرماتے ہیں امام زمانہؑ دعا کے دوران جو مومنین زندہ ہیں ان کے حق میں اس جملہ کو اضافہ فرماتے ہیں: ''**و احیهم في عزنا و ملکنا و سلطاننا و دولتنا**'' اور انہیں ہماری عزت وجلالت اور ہماری حکومت تک زندہ رکھ۔(۲)

اسی طرح سید بن طاؤس کتاب ''غیاث الوریٰ'' میں جو مکاشفات امام علیؑ کے حرم میں

---

(۱) الکنی والالقاب، ج ۱ص ۳۳۹، فوائد الرضویہ ۳۳۳

(۱) جنۃ الماویٰ، بحار، ج ۵۳، ص ۳۰۲

ان کے لئے پیش آئے ان کو نقل کرتے ہیں اور امام زمانہؑ کا خط اور پیغام کہ جس کو ایک نیک اور صالح شخص ''عبدالحسن'' کے ذریعہ سے آپؒ کے لئے بھیجا گیا تھا کا ذکر کرتے ہیں۔(۱)

کہا جاتا ہے کہ سید بن طاؤس مہم کاموں میں استخارہ کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔وہ کتاب استخارات میں لکھتے ہیں: کچھ مدت کے لئے میں نے بغداد کے مغرب میں سکونت اختیار کی۔ حکومت کے کچھ ذمہ دار افراد نے مجھ سے ملاقات کرنے کی خواہش کی۔ میں تردد میں تھا کہ ان سے ملاقات کروں یا نہ۔ میں بائیس دن تک وہاں ٹھہرا، ہر روز استخارہ ''ذات الرقاع'' کررہا تھا اور استخارہ منع آرہا تھا اس لئے میں نے ان سے ملاقات نہیں کی۔

اسی طرح بیان کرتے ہیں: بغداد میں سکونت کے دوران کچھ مدت کے لئے حلہ چلا گیا میرے کچھ رشتہ داروں نے مجھ سے درخواست کی کہ حکومت کے ایک اعلیٰ عہدہ دار سے ملاقات کروں۔ ایک مہینہ تک صبح اور دوپہر کے وقت استخارہ کرتا رہا یہاں تک کہ استخاروں کی تعداد پچاس تک پہنچ گئی اور سارے استخارے منع آئے۔ میں نے بھی اس سے ملاقات نہیں کی، بعد میں معلوم ہوا کہ اس سے ملاقات کرنا میرے مفاد میں نہیں تھا اگر میں اس سے ملاقات کرتا تو میری شخصیت مجروح ہوجاتی۔(۲)

کہا جاتا ہے کہ خلیفہ وقت نے سید بن طاؤسؒ کو قضاوت کی پیش کش کی تو آپ نے کہا: پچاس سال ہورہے ہیں میرے اندر عقل اور ہوائے نفس کے درمیان کشمکش ہے دونوں نے مجھے قاضی قرار دیا ہے عقل کہتی ہے کہ میں تم کو بہشت لے جاؤنگی اور وہاں کی ابدی نعمتوں کا مستحق بناؤں گی لیکن ہوائے نفس کہتی ہے ادھار چھوڑ دو جو کچھ ہے اسی دنیا میں ہے دنیا کو اختیار کرو، کبھی

---

(۱) ان مطالب کی تشریح بحار کی جلد نمبر ۵۳ کے آخر میں ۲۰۸ سے لے کر ۲۱۳ تک مذکور ہے۔

(۲) بہجۃ الآمال ج ۵ ص ۵۳۸، فوائد الرضویہ ص ۳۳۶